’’شکوہ‘‘، ’’جوابِ شکوہ‘‘ کا منظوم پنجابی ترجمہ: ایک نظر میں

ڈاکٹر فیاض حسین مگھیانہ

Dr. Fayyaz Hussain Maghyana

Assistant Professor, Department of Punjabi,
Govt. College University, Faisalabad.

غلام مصطفیٰ

Ghulam Mustafa

M.Phil Scholar, Department of Punjabi,
Govt. College University, Faisalabad.

Abstract:

Allama Iqbal(R.A),s "Shikwa Jawab E Shikwa" in the world of literature keep the status of sugar.A Huge number of people has done translation of their(Allama Iqbal,s) book but Anwar Aneq,s "Ulahma te Morwan Ulahma" is an example in itself.Big reason of its is that he has done ballad translation of this, and intend(purview) the principles of poetry.

In this article has taken the view of "Shikwa Jawab e Shikwa,s ballad punjabi translation" from which the skill of art translation and qualities of translator open up.

انور انیق کا شمار شہر فیصل آباد کے چند معروف شاعروں اور ادیبوں میں ہوتا ہے۔انہوں نے شاعری کا آغاز تو بچپن سے ہی کیا مگر باقاعدہ طور پر ان کی پنجابی غزل کی کتاب ’’بلدا دیوا وگدی وا‘‘ کے نام سے ۲۰۰۰ء میں شائع ہوا۔اس کے بعد پنجابی نظم کی کتاب ’’اگ چناراں دی‘‘ ۲۰۰٦ء میں اور ’’شکوہ جوابِ شکوہ‘‘ کا منظوم پنجابی ترجمہ جو کہ الاہماں موڑواں الاہماں کے نام سے ۲۰۰۸ میں شائع ہوا۔ان کی اب تک کی آخری کتاب ’’قصیدہ بردہ شریف‘‘ کا منظوم پنجابی ترجمہ ہے جو کہ ۲۰۱۵ء میں شائع ہوئی۔ان کی یہ تمام کتابیں انعام یافتہ ہیں۔

روایتی شاعری کی بجائے جدید پنجابی شعراء کو ایک نیا پلیٹ فارم فراہم کیا۔ انور انیق کی کتاب ''الاہماں تے موڑواں الاہماں'' کے بارے میں بات کرنے سے پہلے زبان میں ترجمہ نگاری کے مفہوم اور تاریخ کو سمجھنا بے حد ضروری ہے۔ ترجمہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقلی، پنجابی زبان کی وڈی پنجابی لغت میں درج ہے:

''اک زبان چوں دوجی زبان وچ کسے تحریر یا بیان نوں ڈھالن دا کم ترجمہ کہلاندا اے۔''(۱)

ڈاکٹر مرزا حامد بیگ یوں رقم طراز ہیں:

''کسی تحریر، تصنیف یا تالیف کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنے کا عمل ترجمہ کہلاتا ہے۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ ترجمہ کسی متن کو دوسری زبان میں منتقل کرتے ہوئے اس کی تعبیر کرتا ہے یعنی ترجمے کا عمل ایک علمی ادبی پیکر کو دوسرے پیکر میں ڈھالنے کا عمل ہے۔''(۲)

ترجمہ کاری کے بارے میں ڈاکٹر انعام الحق جاوید لکھتے ہیں:

''ترجمہ کسے تخلیق دی پوری نمائندگی نہیں کر سکدا کیوں جے تخلیق اِک لاشعوری عمل اے تے ترجمہ اک شعوری فعل پر ایس گل توں وی انکار ممکن نہیں جے ایہدے نتیجے وچ اِک اجہیا مہاندرا ضرور ساہمنے آ جاندا اے جہیدے وسیلے نال اِک عام آدمی کسے نہ کسے پدھر تے اصل مفہوم تیکر اپڑن جوگا ہو جاندا اے۔''(۳)

ترجمہ مصنف دے دل تے ذہن دی گہرائی وچ اُتر کے اوہدے خیال تے فکر دے ابلاغ تے پھیر اپنی زبان وچ اوہدی منتقلی دا ایہو جیا عمل اے۔ جیدے وچ ایس گل دا خاص دھیان رکھیا جاندا اے کہ اصل انداز تے خیال برقرار رہوے۔

ترجمہ نگاری کا فن اتنا اہم ہے کہ اگر یہ نہ ہو تو ہم اپنے سے ترقی یافتہ قوموں کے اقوال اور قوانین کو سمجھ کے ان پر عمل نہ کر سکیں۔ سب سے بڑی بات یہ کہ ہماری مذہبی کتاب قران پاک کی زبان عربی ہے، ہمیں اسے سمجھنے اس پر عمل کرنے کے لیے اپنی زبان میں ہوئے ترجمے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسی طرح احادیث اور بہت ساری اسلامی فقہ کی کتب بھی عربی اور فارسی زبانوں میں ملتی ہیں ان تمام کے مختلف زبانوں کے ساتھ ساتھ اردو اور پنجابی میں بھی تراجم ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر انعام الحق جاوید لکھتے ہیں:

''مترجم نوں اصل دے نال نال ضرور ٹرنا چاہیدا اے پر جتھے لکھاری ہینا پے جائے او تھے تگڑیاں ہو کے اوہنوں موہڈیاں تے چک لینا چاہی دا اے۔''(۴)

پنجابی ادب میں تراجم کی تاریخ حافظ برخوردار اور وارث شاہؒ کے ''قصیدہ بردہ کے پنجابی ترجمے سے ہوتی ہے۔حفیظ تائب کی مرتب کردہ کتاب ''قصیدہ بردہ شریف تے سید وارث شاہؒ'' میں پندرہ تراجم کے بارے میں بتایا گیا ہے جن میں حافظ برخوردار،سید وارث شاہؒ،محمد عزیزالدین شہیدی،مولوی محمد اسماعیل فاضل دیوبندی، پیر نیک عالم،خواجہ غلام مرتضٰی، حافظ خان محمد،مطیع اللہ جان محمد،محمد شاہ،اھمد حسین قریشی قلعداری،ڈاکٹر احمد عبدالحق،حافظ محمد صادق،اور اسیر عابد کے نام شامل ہیں۔خلیل آتش،احمد حسین قریشی،شریف کنجاہی اور ان کے علاوہ ڈاکٹر افضل شاہد کا نام بھی منظوم پنجابی تراجم میں سرفہرست لیا جاتا ہے۔مزکورہ بالا تمام ناموں میں ایک نام انور انیق کا بھی ہے،جنہوں نے پنجابی لکھنے، بولنے اور سمجھنے والوں کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے علامہ اقبالؒ کی شہرہ آفاق کتاب ''شکوہ جواب شکوہ'' کو پنجابی میں ترجمہ کر کے نہایت مشکل ترین کام کو بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا ہے۔انہوں نے اسے بڑی خوبصورتی اور مہارت کے ساتھ پنجابی میں ڈھال دیا ہے۔انہوں نے نہ صرف اس کے اندر موجود مواد کو منظوم ترجمے سے نوازا بلکہ اس کے نام کو بھی پنجابی کر دیا ہے۔ان کی ''الاہماں تے موڑواں الاہماں'' کو اقبال اکادمی پاکستان نے لاہور سے شائع کیا،اس کتاب میں ایک طرف اصل متن اور دوسری جانب منظوم ترجمہ ہے، یہ ۱۳۷ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کتاب کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ یہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد کے ایم اے پنجابی کے نصاب کا حصہ ہے۔ انور انیق نے علامہ اقبال کی اس کتاب کو پنجابی میں ترجمہ کر کے اپنی صلاحیت،لیاقت و اقبال کا لوہا منوایا ہے،وہ لکھتے ہیں:

مُڈھ قدیموں ای موجود سی تیری ذات پرانی
پھل سی ٹوہر چمن دا خشبو وا توں سی انجانی

شرط اے سانواں تول کریما!ونڈ کریں نہ کانی
جے کر وا نہ ہندی کنج سی مہک گلابوں آنی

سانوں دِلی تسلی لئی سی ناں تیرے دا جھورا
نہیں تے تیرے مِتّر دے سن اُمتی عاشق بھورا(۵)

علامہ اقبال جیسے بڑے شاعر کی شاعری کو ترجمے کے رنگ میں رنگنے کے لئے بہت زیادہ ریاضت کی ضرورت ہے۔علامہ اقبالؒ کی شاعری کے تراجم پنجابی میں پہلے پہل شریف کنجاہی اور اسیر عابد نے بھی کئے۔اگر ہم کہیں کہ انور انیق نے اسی روایت کو اگے بڑھایا ہے تو غلط نہ ہوگا۔کیوں کہ انور انیق نے علامہ اقبال کی شاعری کے اصل مقصد کو ضائل نہیں ہونے دیا۔وہ لکھتے ہیں:

پھلاں دی خشبوئی ٹر گئی بھیت چُرا کے باغوں
ایہہ کیہ قہراے پھُل کھِڑدے نیں چغلی کھا کے باغوں
مٹّا دور غلابی ٹر گئے ساز بھنا کے باغوں
شاخاں اُتوں اُڈ گئے پکھّو جگّنی گا کے باغوں

اِک وچاری بلبل اے جو گاوَندی پئی اے ہن تک
ہڑھ گیتاں دا دل وچ لئی کرلاوَندی پئی اے ہن تک (۶)

ترجمہ نگاری ایک مشکل فن سمجھا جاتا ہے۔خاص طور پر منظوم اور جس میں اصل تخلیق کار کے فکر کو ملحوظ خاطر رکھنا ہو۔انور انیق نے اس پوری کتاب میں اس فن کا خاص الخاص مظاہرہ کیا ہے۔اس کی ایک مثال حاضر ہے:

نہ ہن لگدا مرن سوادی تے نہ ربّا جینا
بھورا چسکا دیندا ایہو لہو جگراتے دا پینا

گِناا ے بے چین مِرے شیشے دا جھلک خزینہ
ویکھ ذرا گنج بنیا جلوہ گھر میرا ایہہ سینہ

باغ چ کہنوں داغ وکھاواں کدوں سجا کے لبھے
اوہ ایہ لالڑ نہیں جہناں دی ہِک چ ہوون دھبّے (۷)

انور انیق کا پنجاب کی سرزمین سے بہت گہرا تعلق ہے۔انہوں نے اپنے مقامی لہجے کو اظہار کا وسیلہ بنایا ہے۔وہ پنجابی زبان کے اسلوب،لب و لہجے اور آہنگ کے ساتھ ہر لحاظ سے آشنا ہیں۔پنجاب کی دھرتی سے ان کا پیار ان کی زبان کی مٹھاس سے جھلکتا دکھائی دیتا ہے:

کرم کرن لئی کاہلے آں نہیں کوئی فرد سوالی
کہنوں رستا دسیئے نہیں کوئی منزل دا بھالی

سکھلائی اے عام طبع نہیں اثر قبولن والی
اوہ نہیں خاک،اساریا جاندا جس تھیں آدمؑ عالی

دے دینے آں، ٹوہر کیانی،گُنیا ہووے کوئی
دے دینے آں لبھن والا دُنیا ہووے کوئی(۸)

انور انیق کے اس پنجابی ترجمے کی ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ انہوں نے ''شکوہ جواب شکوہ'' کا ترجمہ ہی نہیں کیا بلکہ علامہ اقبالؒ کے خیال اور احساس کو پوری طرح بیان کیا ہے۔ اور اصل مفہوم کو ختم نہیں ہونے دیا، مندرجہ ذیل مثال میں دونوں متن میں سے ایک ایک شعر دیکھیں:

کیا کہا! بہرِ مسلماں ہے فقط وعدۂ حور
شکوہ بے جا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور(۹)

اسی شعر کا ترجمہ ملاحظہ کریں:

کیہ کہندے او؟ مومن دے لئی وعدہ حور نرا اے
فر وی عقل ضروری اے جے لاہما بلاوجہا اے(۱۰)

ایک اچھے ترجمہ نگار میں موجود جو خوبیاں ہونی چاہیے وہ انور انیق میں پوری طرح موجود ہیں۔ اصل میں ترجمہ نگار ایک امین کے طور پر کسی بڑے شاعر کی تحریر کو اپنی زبان کے پڑھنے اور سمجھنے والوں تک پہنچاتا ہے تاکہ وہ بھی اس سے فیض یاب ہو سکیں۔ انہوں نے یہ کام بڑی ذمہ داری کے ساتھ نبھایا ہے۔ شاعری کا شاعری میں ہی ترجمہ کرنا ایک نہایت مشکل کام ہے، کیونکہ اس میں ترجمہ نگار کو شاعری کے اصولوں کو سامنے رکھنا پڑتا ہے یعنی شاعری کی صنعتوں، ردیف، کافیہ اور بحر وغیرہ کا خاص خیال رکھنا ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ تمام شعری قواعد ملحوظ خاطر رکھنا پڑتے ہیں۔ الفاظ نہایت سادہ اور عام فہم استعمال کیے جاتے ہیں تاکہ پڑھنے والا اس سے مکمل طور پر فیض یاب ہو سکے:

چار چفیرے بلغاری ہلّے دا رولا جیہڑا
بے سُرتے بندیاں لئی جاگن دا اے اک سنیہڑا

اپنے دل دُکھنے دا سواد جان لیا توں کیہڑا
ایہ قربانی تے خدّاری دا اے پرکھ نکھیڑا(۱۱)

انور انیق دورِ حاضر کے چند جدید خیال شاعروں میں سے ایک ہیں، اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک کامیاب ترجمہ نگار کے روپ میں سامنے آتے ہیں ''شکوہ جواب شکوہ'' اور قصیدہ بردہ شریف کا منظوم پنجابی ترجمہ ان کی کامیابی کا ثبوت ہیں، انہوں نے ان تراجم کے ذریعے اپنی اس صلاحیت کا لوہا منوا کے اب کی دنیا میں اپنا نام اونچا کیا ہے۔ اور جدید شاعری کے میدان میں بلند مقام بناتے ہوئے نظر آتے ہیں:

حوالہ جات

۱۔ اقبال صلاح الدین، وڈی پنجابی لغت، دوجی جلد، لاہور: عزیز پبلشرز، ۲۰۰۲ء، ص: ۱۲۶۷

۲۔ مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر، مغرب سے نثری تراجم (انگریزی و دیگر مغربی زبانوں سے ادبی تراجم کی روایت)،

اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان پاکستان، مئی ۱۹۸۸ء، ص:۵
۳۔ انعام الحق جاوید، ڈاکٹر، پنجابی ادب دا ارتقا، لاہور: عزیز بک ڈپو، ۲۰۰۴ء، ص:۶۷۵
۴۔ ایضاً، ص:۶۷۵
۵۔ محمد انور انیق، الاہماں تے موڑواں الاہماں، شکوہ جواب شکوہ کا منظوم پنجابی ترجمہ، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۰۸ء، ص:۶
۶۔ ایضاً، ص:۵۶
۷۔ ایضاً، ص:۶۰
۸۔ ایضاً، ص:۶۷
۹۔ ایضاً، ص:۸۹
۱۰۔ ایضاً، ص:۸۸
۱۱۔ ایضاً، ص:۱۲۴

☆......☆......☆